السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

اگر والدین میں کسی وجہ سے تنازع طول پکڑ جائے اور علیحدگی ہو جائے اور ان دونوں میں سے ایک نابالغہ بچی ہے اس کا خرچہ عدالت نے مقرر کیا ہے اور والد آسانی سے وہ ادا کر سکتا ہے مگر ضد کی وجہ سے گریزاں ہے۔ تو کیا عدالت والد کے اس رویہ کی وجہ سے نابالغہ بچی سے اس کے والد کو نہ ملنے کے احکامات دے سکتی ہے نیز عدالت والد کو خرچہ دینے پر مجبور کر سکتی ہے۔ جبکہ والد نے عدالت سے خرچہ مقرر ہونے کے بعد اپنی جائیداد ادھر ادھر کر دی ہے۔ کتاب وسنت کی روشنی میں ہماری صحیح راہنمائی فرمائیں۔ (محمد احمد۔ لاہور)

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علی رسول اللہ، أما بعد!

مذکورہ صورت اگر صحیح رقم کی گئی ہے تو اس میں نابالغہ بچی کا خرچ والد پر واجب ہے اور والد شرعی طور پر پابند ہے کہ وہ اپنی بچی کا نان ونفقہ ادا کرے بچی خواہ والد کے پاس ہو یا والدہ کے پاس سید الفقہاء امام المحدثین امام بخاری علیہ الرحمۃ نے اپنی صحیح میں کتاب النفقات میں یوں تبویب منعقد کی ہے "باب وجوب النفقة علی الأہل والعیال" کہ مرد پر بیوی بچوں کا خرچ دینا واجب ہے۔ پھر اس کے تحت یہ حدیث لائے ہیں:

ن أبی ہریرة رضی اللہ عنہ قال: قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم: (أفضل الصدقة ماترک غنی والید العلیا خیر من الید السفلی وابدأ بمن تعول تقول المرأة إما أن تطعمنی وإما أن تطلقنی ویقول العبد أطعمنی واستعملنی ویقول الابن أطعمنی إلی من تدعنی"

(صحیح البخاری، کتاب النفقات، باب وجوب النفقة علی الاھل والعیال: 5355)

"ابوہریرة رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: سب سے بہترین صدقہ وہ ہے جسے ادا کرنے کے بعد دینے والا مالدار ہی رہے اور دینے والا ہاتھ لینے والے ہاتھ سے بہتر ہے اور سب سے پہلے اپنے زیر کفالت افراد پر خرچ کرو بیوی کہتی ہے مجھے کھلاؤ یا طلاق دو اور غلام کہتا ہے مجھے کھلاؤ اور کام پر لگاؤ بیٹا کہتا ہے مجھے کھلاؤ۔ مجھے کس کے سپرد کرتے ہو؟"

(2) اسی طرح ابوہریرة رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"خیر الصدقة ماکان عن ظہر غنی وابدأ بمن تعول"

(صحیح البخاری، کتاب النفقات، باب وجوب النفقة علی الاھل والعیال (5356) سنن النسائی، کتاب الزکاة، باب ای الصدقة افضل (2543) مسند احمد 12/301 (7348)، 6912 (7155) صحیح ابن حبان (4243) بیہقی 4/177 کتاب العیال (7) لابن ابی الدنیا حلیة الاولیاء 2/181 تاریخ بغداد 8/481-482)

"بہترین صدقہ وہ ہے جس کے ادا کرنے کے بعد آدمی مالدار رہے اور سب سے پہلے اپنے زیر کفالت افراد پر خرچ کرو۔"

(3) القعقاع بن حکیم کہتے ہیں: عبدالعزیز بن مروان نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کی طرف لکھا کہ:

""إن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کان یقول إن الید العلیا خیر من الید السفلی وابدأ بمن تعول" ولست أسألک شیئا ولا أرد رزقا رزقنیہ اللہ منک"

"بلاشبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے۔ دینے والا ہاتھ لینے والے ہاتھ سے بہتر ہے اور جو لوگ تیرے زیر کفالت ہیں ان پر پہلے خرچ کر۔ میں تجھ سے کسی چیز کا سوال نہیں کرتا اور جو رزق مجھے اللہ نے تجھ سے دیا اسے میں رد نہیں کروں گا۔"

(مسند احمد 8/50 (4474)، 10/456 (6302) طبقات ابن سعد 4/150 مسند ابی یعلی (5730) الجامع الصغیر (10027)

(4) حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"الید العلیا خیر من الید السفلی وابدأ بمن تعول وخیر الصدقة عن ظہر غنی ومن یستعفف یعفہ اللہ ومن یستغن یغنہ اللہ"

(صحیح البخاری، کتاب الزکوة، باب لا صدقة الا عن ظہر غنی (1427) صحیح مسلم، کتاب الزکاة، باب بیان ان الید العلیا خیر من الید السفلی 95/1034، مسند احمد 24/42 (15326) ابن ابی شیبہ 3/211 مسند الشہاب للقضاعی (1228'1229) بیہقی 4/177) سنن النسائی، کتاب الزکاة، باب ای الصدقة افضل (2542)

"دینے والا ہاتھ لینے والے ہاتھ سے بہتر ہے۔ اور جو تیری زیر کفالت افراد ہیں ان پر پہلے خرچ کرو اور بہترین صدقہ وہ ہے جس کے بعد آدمی مالدار رہے۔ اور جو شخص پاکدامنی چاہے گا اللہ اسے پاکدامنی عطا کرے گا اور جو غنا چاہے گا اللہ اسے غنا دے گا۔"

(5) جابر رضی اللہ عنہ سے یہی حدیث مسند احمد 22/403 (14031) صحیح ابن حبان (3345) وغیرھما میں موجود ہے۔

(6) ابوامامۃ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"یا ابن آدم! إنک أن تبذل الفضل خیر لک، وأن تمسکہ شر لک، ولا تلام علی کفاف، وابدأ بمن تعول، والید العلیا خیر من الید السفلی"

(صحیح مسلم، کتاب الزکاۃ، باب بیان ان الید العلیا خیر من الید السفلی 97/1036، مسند احمد 36/599 (22265) طبرانی کبیر (7625) جامع الترمذی (2343) بیہقی 4/182 اتحاف المھرۃ 6/229)

"اے آدم کے بیٹے! بے شک تیرا زائد مال کو خرچ کرنا تیرے لیے بہتر ہے اور اسے روک کر رکھنا تیرے لیے برا ہے اور بقدر ضرورت پر تو ملامت نہیں کیا جائے گا۔ اور جو افراد تیرے زیر کفالت ہیں ان پر پہلے خرچ کر۔ اور دینے والا ہاتھ لینے والے ہاتھ سے بہتر ہے۔"

(7) طارق المحاربی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: ہم مدینہ آئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر کھڑے ہو کر لوگوں کو خطبہ دے رہے تھے۔ آپ نے فرمایا:

"ید المعطی العلیا وابدأ بمن تعول أمک وأباک وأختک وأخاک ثم أدناک أدناک"

(سنن النسائی، کتاب الزکاۃ (2531) صحیح ابن حبان (3330) علامہ البانی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کی سند کو جید قرار دیا ہے۔ ارواء الغلیل 3/319)

"دینے والا ہاتھ اونچا ہے اور جو تیری زیر کفالت افراد ہیں ان پر پہلے خرچ کر پہلے اپنی ماں اور باپ کو اور بہن کو اور بھائی کو پھر جو ان سے نزدیک ہوں پھر جو ان سے نزدیک ہوں۔"

مذکورہ بالا احادیث صحیحہ اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ انسان پر اس کے زیر کفالت افراد کا خرچ واجب ہے یہ بھی یاد رہے کہ والد پر اولاد کا نان و نفقہ اس وقت تک واجب ہے جب لڑکا بالغ نہ ہو جائے اور لڑکی کا نکاح نہ کر دیا جائے۔

لڑکے کی بلوغت اور لڑکی کے نکاح کے بعد ان کا نفقہ والد کے ذمہ سے ساقط ہو جاتا ہے بشرطیکہ لڑکا کمانے پر قادر ہو معذور نہ ہو حافظ الحدیث حافظ ابن حجر عسقلانی فرماتے ہیں:

"*وذھب الجمھور إلی أن الواجب أن ینفق علیھم حتی یبلغ الذکر أو تتزوج الأنثی ثم لا نفقۃ علی الأب إلا إن کانوا زمنی، فإن کانت لھم أموال فلا وجوب علی الأب وألحق الشافعی ولد الولد وإن سفل بالولد فی ذلک*" (فتح الباری 9/500'501)

"جمہور ائمہ محدثین رحمھم اللہ اجمعین اس طرف گئے ہیں کہ باپ پر اولاد کا نفقہ واجب ہے یہاں تک کہ لڑکا بالغ ہو جائے اور لڑکی کی شادی ہو جائے اس کے بعد والد پر کوئی نفقہ نہیں الا یہ کہ اولاد لنگڑی لولی اور معذور ہو پس اگر اولاد صاحب مال ہو تو پھر باپ پر نفقہ واجب نہیں اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے پوتوں، پڑپوتوں کو بھی نیچے تک اس حکم میں اولاد کے ساتھ ملحق کیا ہے۔"

لہذا باپ پر اس نابالغہ بچی کا خرچہ واجب ہے اور باپ شرعی طور پر اس حق کی ادائیگی کا پابند ہے بصورت دیگر سخت گناہ گار ہوگا۔ لیکن اس خرچہ کی عدم ادائیگی کی صورت میں عدالت کو یہ اختیار حاصل نہیں کہ وہ باپ کو اس بچی سے ملنے پر کسی قسم کا حکم امتناعی جاری کر سکے کیونکہ جس طرح نابالغہ بچی کا نفقہ شرعاً باپ پر واجب ہے اسی طرح باپ کو اپنی بچی سے میل ملاقات کا بھی شرعاً حق حاصل ہے اور اس کے اس شرعی حق کو عدالت سلب نہیں کر سکتی اللہ تبارک و تعالیٰ نے قرآن مجید فرقان حمید میں ارشاد فرمایا ہے۔

لَا تُضَآرَّ وٰلِدَةٌۢ بِوَلَدِهَا وَلَا مَوْلُوْدٌ لَّهٗ بِوَلَدِهٖ ... ۲۳۳ ... سورۃ البقرۃ

"ماں کو اس کے بچے کی وجہ سے یا باپ کو اس کے بچے کی وجہ سے ضرر نہ پہنچایا جائے۔"

پس عدالت ایسی پابندی لگانے کی شرعاً مجاز نہیں ہاں اس میں کوئی شبہ نہیں کہ نابالغہ بچی کی پرورش کا حق اس کی ماں کو ہی ہے ماں ہی اس کو اپنے پاس رکھے گی اور ہر طرح سے اس کی پرورش کرے گی۔ مگر عدالت یا ماں اس بچی کے والد کو اس سے ملاقات کرنے سے روک نہیں سکتے۔

عدالت نے اگر اللہ تعالیٰ کے اس حکم کے مطابق فیصلہ کیا ہے جو اللہ نے سورۃ البقرہ: 233 میں فرمایا ہے کہ:

(لَا تُكَلَّفُ نَفْسٌ اِلَّا وُسْعَهَا)

ہر ایک نفس کو اس کی ہمت و بساط کے مطابق حکم ہوا کرتا ہے۔ اور:

لِيُنْفِقْ ذُوْ سَعَةٍ مِّنْ سَعَتِهٖ ۭ وَمَنْ قُدِرَ عَلَيْهِ رِزْقُهٗ فَلْيُنْفِقْ مِمَّآ اٰتٰىهُ اللّٰهُ ۭ لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا مَآ اٰتٰىهَا ... ۷ ... سورۃ الطلاق

"جو وسعت والا ہے وہ اپنی وسعت سے خرچ کرے گا اور جس کا رزق تنگ ہے وہ بھی اللہ کے دیے ہوئے مال میں سے خرچ کرے گا اللہ تعالیٰ ہر شخص کو اتنا ہی حکم کرتا ہے جتنی اس کو طاقت دی ہے۔"

توعدالت بلاشبہ خرچ کی ادائیگی پر مجبور کر سکتی ہے اور عدالت کو اپنے اختیارات بروئے کار لا کر ایسا بندوبست کرنا چاہیے جس کی وجہ سے باپ پر یہ خرچ ادا کرنے پر مجبور ہو جائے اور اپنی ذمہ داری نباہ لے۔

ھذا ما عندی واللہ اعلم بالصواب

آپ کے مسائل اور ان کا حل

جلد 3۔کتاب الطلاق-صفحہ 384

محدث فتویٰ